

## اللہ اکبر پڑھنے میں برکات ہیں

اللہ کا ذکر یقیناً سب (ذکروں) سے بڑا ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

أَتْلُو مَا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ ۚ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۗ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ۔ (العنکبوت: 46)

تو کتاب میں سے، جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے، پڑھ کر سنا اور نماز کو قائم کر۔ یقیناً نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر یقیناً سب (ذکروں) سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبداء الانوار کا  
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ البصار کا

اللہ، اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے اور اللہ اکبر بمعنی اللہ سب سے بڑا ہے۔ ارشاد نبوی کے مطابق جب آپ پہاڑی یا اونچائی (Stairs) چڑھ رہے ہوں تو اللہ اکبر پڑھنا چاہیے۔ اور نیچے اترتے ہوئے سُبْحَانَ اللَّهِ کہنا مسنون ہے

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ہم کسی بلندی پر چڑھتے، تو اللہ اکبر کہتے اور جب کسی نشیب میں اترتے تو سُبْحَانَ اللَّهِ کہتے تھے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کسی اچھی اور پسندیدہ خبر ملنے پر اللہ اکبر کہتے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

حضرت غُضَيْفِ بْنِ الْحَادِثِ کہتے ہیں کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے پہلے حصہ میں غسل جنابت کرتے ہوئے دیکھا ہے یا آخری حصہ میں؟ کہا: کبھی آپ رات کے پہلے حصہ میں غسل فرماتے، کبھی آخری حصہ میں، میں نے کہا: اللہ اکبر۔ شکر ہے اس اللہ کا جس نے اس معاملہ میں وسعت رکھی ہے۔ پھر میں نے کہا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے پہلے حصہ میں وتر پڑھتے دیکھا ہے یا آخری حصہ میں؟ کہا: کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے پہلے حصہ میں وتر پڑھتے تھے اور کبھی آخری حصہ میں، میں نے کہا: اللہ اکبر۔ اُس اللہ کا شکر ہے جس نے اس معاملے میں وسعت رکھی ہے۔ پھر میں نے پوچھا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن زور سے پڑھتے دیکھا ہے یا آہستہ سے؟ کہا: کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم زور سے پڑھتے اور کبھی آہستہ سے، میں نے کہا: اللہ اکبر۔ اس اللہ کا شکر ہے جس نے اس امر میں وسعت رکھی ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الطہارہ)

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (رات میں) بیدار ہوئے اور فرمایا سُبْحَانَ اللَّهِ! اللہ کی رحمت کے کتنے خزانے آج نازل کئے گئے ہیں اور کس طرح کے فتنے بھی اتارے گئے ہیں۔ کون ہے! جو ان حجرہ والیوں کو جگائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ازواج مطہرات سے تھی تاکہ وہ نماز پڑھ لیں کیونکہ بہت سی دنیا میں کپڑے پہننے والیاں آخرت میں تنگی ہوں گی اور ابن ابی ثور نے بیان کیا، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، کیا آپ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے کہا اللہ اکبر!

(بخاری، کتاب الادب)

## اَللّٰهُ اَكْبَرُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھنے کی حضور کی نصیحت

”حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی کہ چکی پینے سے انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ اسی عرصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ غلام آئے۔ پس آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئیں لیکن آپ کو گھر پر نہ پایا اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی آمد کی وجہ سے اطلاع دے کر گھر لوٹ آئیں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے جناب کو حضرت فاطمہؓ کی آمد کی اطلاع دی جس پر آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے۔ میں نے آپ کو آتے دیکھ کر چاہا کہ اٹھوں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر لیٹے رہو۔ پھر ہم دونوں کے درمیان میں آکر بیٹھ گئے یہاں تک کہ آپ کے قدموں کی خنکی میرے سینے پر محسوس ہونے لگی۔

جب آپ بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں کوئی ایسی بات نہ بتا دوں جو اُس چیز سے جس کا تم نے سوال کیا ہے بہتر ہے اور وہ یہ کہ جب تم اپنے بستروں پر لیٹ جاؤ تو چونتیس دفعہ تکبیر کہو اور تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہو اور تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہو پس یہ تمہارے لیے خادم سے اچھا ہو گا۔“

(الفضل 24 دسمبر 1913ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”نماز کیا ہے؟ ایک قسم کی دعا ہے جو انسان کو تمام برائیوں اور فواحش سے محفوظ رکھ کر حسنات کا مستحق اور انعام الہیہ کا مورد بنا دیتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ اللہ اسم اعظم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام صفات کو اس کے تابع رکھا ہے اب ذرا غور کرو نماز کی ابتداء اذان سے شروع ہوتی ہے اذان اللہ اکبر سے شروع ہوتی ہے یعنی اللہ کے نام سے شروع ہو کر لا الہ الا اللہ یعنی اللہ ہی پر ختم ہوتی ہے یہ فخر اسلامی عبادت ہی کو ہے کہ اس میں اول اور آخر میں اللہ تعالیٰ ہی مقصود ہے نہ کچھ اور۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس قسم کی عبادت کسی قوم اور ملت میں نہیں ہے۔ پس نماز نماز: جو دعا ہے اور جس میں اللہ کو جو خدائے تعالیٰ کا اسم اعظم ہے مقدم رکھا ہے۔ ایسا ہی انسان کا اسم اعظم استقامت ہے۔ اسم اعظم سے مراد یہ ہے کہ جس ذریعہ سے انسانیت کے کمالات حاصل ہوں۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 6 صفحہ 267)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ سے تعلق کے لئے ایک محویت کی ضرورت ہے۔ ہم بار بار اپنی جماعت کو اس پر قائم ہونے کے لئے کہتے ہیں کیونکہ جب تک دنیا کی طرف سے انقطاع اور اس کی محبت دلوں سے ٹھنڈی ہو کر اللہ تعالیٰ کے لئے فطرتوں میں طبعی جوش اور محویت پیدا نہیں ہوتی اس وقت تک ثابت میسر نہیں آسکتا۔ بعض صوفیوں نے لکھا ہے کہ صحابہ جب نمازیں پڑھا کرتے تھے تو انہیں ایسی محویت ہوتی تھی جب فارغ ہوتے تو ایک دوسرے کو پہچان بھی نہ سکتے تھے۔ جب انسان کسی اور جانسان کسی اور جگہ سے آتا ہے تو شریعت نے حکم دے حکم دیا ہے کہ وہ آکر السلام علیکم کہے۔ نماز سے فارغ ہوتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ اورحمة اللہ کے کہنے کی حقیقت یہی ہے کہ جب ایک شخص نے نماز کا عقد باندھا اور اللہ اکبر کہا تو وہ گویا اس عالم سے نکل گیا اور ایک نئے جہان میں جا داخل ہوا گویا ایک مقام محویت میں جا پہنچا۔ پھر جب وہاں سے واپس آیا تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر آن ملا۔ لیکن صرف ظاہری صورت کافی نہیں ہو سکتی جب تک دل میں اس کا اثر نہ ہو چھلکوں سے کیا ہاتھ آسکتا ہے۔ محض صورت کا ہونا کافی نہیں، حال ہونا چاہئے۔ علتِ غائی حال ہی ہے مطلق قال اور صورت جس کے ساتھ حال نہیں ہوتا وہ تو الٹی ہلاکت کی راہیں ہیں۔ انسان جب حال پیدا کر لیتا ہے اور اپنے حقیقی خالق و مالک سے ایسی سچی محبت اور اخلاص پیدا کر لیتا ہے کہ یہ بے اختیار اس کی طرف پرواز کرنے لگتا ہے اور ایک حقیقی محویت کا عالم اُس پر طاری ہو جاتا ہے تو اس وقت اس کیفیت سے انسان گویا سلطان بن جاتا ہے اور ذرہ ذرہ اس کا خادم۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 2 صفحہ 68)

فرمایا:

”اس کے بعد متقی کی شان میں آیا ہے۔ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ یعنی وہ نماز کو کھڑی کرتا ہے۔ یہاں لفظ کھڑی کرنے کا آیا ہے، یہ بھی اُس تکلف کی طرف اشارہ کرتا ہے جو متقی کا خاصہ ہے۔ یعنی جب وہ نماز شروع کرتا ہے تو طرح طرح کے وساوس کا اُسے مقابلہ ہے جن کے باعث اس کی نماز گویا بار بار گرتی پڑتی ہے جس کو اُس نے کھڑا کرنا ہے۔

جب اُس نے اللہ اکبر کہا تو ایک ہجوم و ساوس ہے جو اُس کے حضور قلب میں تفرق ڈال رہا ہے۔ وہ ان سے کہیں کا کہیں پہنچ جاتا ہے، پریشان ہوتا ہے۔ ہر چند حضور و ذوق کے لئے لڑتا مارتا ہے لیکن نماز جو گری پڑتی ہے بڑی جاگتی سے اُسے کھڑا کرنے کے فکر میں ہے۔ بار بار اِيَاكَ نَعْبُدُ وَاِيَاكَ نَسْتَعِينُ کہہ کر نماز کے قائم کرنے کے لئے دُعا مانگتا ہے اور ایسے الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ کی ہدایت چاہتا ہے جس سے اُس کی نماز کھڑی ہو جاوے۔ ان وساوس کے مقابل میں متقی ایک بچہ کی طرح ہے جو خدا کے آگے گڑگڑاتا ہے روتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اَحْلَدُ اِلَى الْاَرْضِ ہو رہا ہوں۔ سو یہی وہ جنگ ہے جو متقی کو نماز میں نفس کے ساتھ کرنا ہے اور اسی پر ثواب مترتب ہو گا۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 2 صفحہ 42)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؒ فرماتے ہیں:

”اللہ کی بڑائیاں بیان کریں۔ اللہ اکبر یہ تمام برائیوں سے نکلنے کی راہ ہے۔ آج کل شیطان بڑے زور سے تمہارا مقابلہ کر رہا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اضطراب سے اس کے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔“

(ارشادات نور جلد سوم صفحہ 394)

پھر آپ اللہ اکبر سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”جب اللہ اکبر کی آواز کان میں آتی ہے۔ اس وقت کوئی چیز ایسی نظر نہیں آتی۔ جس کا جوڑ میں خدا کے مقابلہ میں ٹھہراؤں۔ کوئی بیماری سے پیاری چیز بھی مجھ کو اللہ اکبر سے نہیں ہٹا سکتی۔“

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 418)

پھر آپ اللہ اکبر میں خدا کی اعلیٰ درجہ کی تعظیم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”توحید اصل ہے اسلام کا اور اس امر کو پورا کرنے کے لئے یہ آواز بلند اذان میں اللہ اکبر، اللہ اکبر رکھا ہے اور اکبر ایسا کلمہ ہے کہ اس میں خدا کی اعلیٰ درجہ کی تعظیم ہے۔ اکبر سے بڑھ کر اور کیا لفظ ہو سکتا ہے۔“

(خطابات نور صفحہ 562)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ تسبیحات کے ورد کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”صحابہ ذکر الہی میں ترقی کرنے کی اتنی کوشش کیا کرتے تھے کہ ان کی یہ جدوجہد وارفستگی کی حد تک پہنچی ہوئی تھی، احادیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ غرباء رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ جس طرح ہم نمازیں پڑھتے ہیں، اسی طرح امراء نمازیں پڑھتے ہیں، جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں اسی طرح امراء روزے رکھتے ہیں جس طرح ہم حج کرتے ہیں اسی طرح امراء حج کرتے ہیں مگر یارسول اللہ! ہم زکوٰۃ اور صدقہ و خیرات اور چندے وغیرہ نہیں دے سکتے اس وجہ سے وہ نیکی کے میدان میں ہم سے آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ کوئی ایسی ترکیب بتائیں کہ امراء ہم سے آگے نہ بڑھ سکیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا، میں تمہیں ایک ایسی ترکیب بتاتا ہوں کہ اگر تم اس پر عمل کرو تو تم پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہو سکتے ہو، انہوں نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ترکیب یہ ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ، تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو، وہ وہاں سے بڑی خوشی سے اٹھے اور انہوں نے سمجھا کہ ہم نے میدان مار لیا مگر کچھ دنوں کے بعد پھر وہی وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہم پر بڑا ظلم ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کس طرح؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپ نے ہمیں جو بات اُس روز بتائی تھی وہ کسی طرح امیروں کو بھی پہنچ گئی اور اب انہوں نے بھی یہ ذکر شروع کر دیا ہے ہم اب کیا کریں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نیکی حاصل کرنے کا ان کے دلوں میں اس قدر جوش پایا جاتا ہے تو میں انہیں روک کس طرح سکتا ہوں؟ یہ وہ فضیلت تھی جس نے صحابہؓ کو جیتی جاگتی مسجد بنا دیا تھا۔“

(انوار العلوم جلد 16 سیر روحانی صفحہ 49)

پھر حضورؐ بلند آواز سے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنے کے متعلق فرماتے ہیں۔

”..... ہمیں جو اسمِ اعظم دیا گیا ہے وہ اتنا ظاہر ہے کہ اسے کوئی چھپا ہی نہیں سکتا وہ نام ہے اللہ۔ یہ چھپانے والا نام نہیں بلکہ ظاہر کرنے والا نام ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ بلند آواز سے اذان میں اور نمازوں میں ”اَللّٰهُ اَكْبَرُ“ کہو۔ غرض اسلام میں ہی اللہ تعالیٰ کا اسم ذات پایا جاتا ہے اور وہ اللہ کا لفظ ہے۔“

(انوار العلوم جلد 6 صفحہ 344)

سامعین! بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ بیان فرماتے ہیں۔

”جنگِ احزاب کے موقع کے متعلق روایت آتی ہے کہ ایک پتھر نہیں ٹوٹا تھا۔ صحابہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ایک پتھر نہیں ٹوٹا۔ آپ تشریف لائے..... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بِسْمِ اللّٰهِ کہہ کر کدال اپنے ہاتھ میں لی اور اُسے زور سے پتھر پر مارا تو اس میں سے آگ کا ایک شعلہ نکلا اور پتھر کا تیسرا حصہ ٹوٹ گیا۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا اَللّٰهُ اَكْبَرُ مجھے حکومت شام کی کنجیاں دے دی گئی ہیں اور خدا کی قسم! میں اس کے سرخ محلات اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ پھر دوسری دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کدال کو پتھر پر مارا تو پھر اس میں سے شعلہ نکلا اور پتھر کا ایک اور حصہ ٹوٹ گیا۔ اس پر پھر آپ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا اَللّٰهُ اَكْبَرُ مجھے ایران کی کنجیاں بھی دے دی گئی ہیں اور خدا کی قسم! میں مدائن کے سفید محلات اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے تیسری دفعہ کدال ماری جس سے پھر اس میں سے ایک شعلہ نکلا اور باقی پتھر بھی ٹوٹ گیا۔ اس پر آپ نے پھر نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا اَللّٰهُ اَكْبَرُ مجھے یمن کی کنجیاں بھی دے دی گئی ہیں۔“

(الفضل 21 فروری 1933ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کا ورد بلند کرنے کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

”..... اس دفعہ تو میں نے بہت غور کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ جو پرانا رواج تھا نعرہ تکبیر ایک طرف سے بلند ہوتا تھا اور ایک آدمی کہتا تھا نعرہ تکبیر اور دوسرے کہتے تھے اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ میں نے غور کیا ہے نہ یہ رواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے ثابت ہے۔ میں نے بڑے غور سے رجسٹر روایات کا اوّل سے آخر تک مطالعہ کیا ہے۔ ایک بھی شہادت نہیں ملی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک طرف سے ایک اٹھ کے کہا کرتا تھا نعرہ تکبیر اور دوسری طرف سے آواز آتی تھی اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کی آواز تو آ جاتی تھی مگر دبی دبی سی دلوں سے اٹھتی ہوئی آواز۔ جب ایک انسان مجبور ہو تو کہہ دیتا ہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ تو اَللّٰهُ اَكْبَرُ کے بغیر تو ہماری زندگی ہی کوئی نہیں۔ یہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کی آوازیں جہاں تک ممکن ہے دبی آواز سے بلند کیا کریں۔ اگر بے اختیار ہو کر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کی آواز بلند بھی ہو جاتی ہے تو اس سے کوئی شکوہ نہیں۔“

(خطبات طاہر جلد 18 صفحہ 504)

پھر حضورؐ ایک روایت یوں بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ لوگ بلند آواز سے اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اے لوگو! اپنے نفسوں پر میانہ روی کو وارد کرو کیونکہ تم نہ تو کسی بہرے کو بلارہے ہو اور نہ ہی کسی ایسے کو جو موجود نہ ہو۔ تم تو سَبِّحْ قَرِيبًا کو پکار رہے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔“

(خطبات طاہر جلد 18 صفحہ 761)

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ آمین

